ڈاکٹر عائشہ جلال کی کتاب
"Self and Sovereignty" کا تحقیقی وتنقیدی عمومی جائزہ

ندیم عباس اشرف

Abstract:

"Self and Sovereignty" individual and community South Asia Islam since 1850 Sang-e-Meel Publications Lahore 2007 is a famous and one of the most debatable books on the history of Sub-continent.

She focusses on the political, geographical, religious and cultural facts of the Muslim and Non-Muslim Nations of the Indo-Pak. The Issue of languages urdu and Hindi, the two Nation theory, the division of Bengal and Punjab and the actual facts of the creation of Pakistan are the main aeras debated by Ayesha Jalal with required objectivty, the role of congress, Muslim league and other political parties in the picture of Independence Movement of 1947.

Ayesha Jala examines that Jinnah proposed to resovle the contradiction between assertions of a separate Muslim "Nation" and the need for a Strategy which could safe guard the interests of all India Muslims. Ayesh Jala Proved that secularism was the favouite of Quaid-e-Azam for Pakistani People. She appreciates the thoughts of Allama Iqbal but she thinks that Iqbal has the soft corner for Ahamedi Sect." The thoughts of Ayesha Jalal have been critically analysed in this article and this discussion has produced a thought provoking atmosphere for the reader and the research scholar.

Self & Sovereignty عائشہ جلال کی ایک منفرد تاریخی کتاب ہے وہ ایک نئی فکر اور نئے پہلوؤں سے ہندو پاکستان کی تاریخ کو دیکھتی ہیں۔

انٹرنیٹ پر ان کے متعلق ایک تعارف میں لکھا ہے۔

Ayesha Jalal (عائشہ جلال: Punjabi, Urdu) is a Professor of History at Tufts Pakistani-American historian. She is the Mary Richardson

University ad a 1998 MacArthur Fellow. The bulk of her work deals with the creation of Muslim identities in modern South Asia. (1)

عائشہ جلال کی دیگر کتب:

Books (edit):

(i) Jalal, Ayesha (1990). the state of martial rule: the origins of Pakistan's political economy of defence. Cambride England New York: Cambridge University Press. ISBN 97828542842.

(ii) Jalal, Ayesha (1994). The sole spokesman: Jinnah, the Muslim League, and the demand for Pakistan. Cambridge Cambridgeshire New York: Cambridge University Press. ISBN 9780521458504. First published 1985.

(iii) Jalal, Ayesha (1995). Democracy and authoritarianism in South Asia: a comparative ad historical perspective. Lahore, Pakistan: Sang-e-Meel Publications. ISBN 9789693506297.

(iv) Jalal, Ayesha; Bose, Sugata (1997). Nationalism, democracy, and development: state and politics in India. Delhi New York: Oxford University Press. ISBN 9780195639445.

(v) Jalal, Ayesha (2000). Self and sovereignty individual and community in South Asian Islam since 1850. New York: Routledge. ISBN 9780415220774.

(vi) Jalal, Ayesha (2008). Partisans of Allah: Jihad in South Asia. Cambridge, Massachusetts: Harvard University Press. ISBN 9780674047365.

(vii) Jalal, Ayesha; Bose, Sugata (2011). Modern South Asia: history, culture political economcy (3rd ed.) London New York: Routledge. ISBN 9780415779432.

(viii) Jalal, Ayesha (2013). The pity of partition: Manto's life, times and work across the India-Pakistan divide. Princetion: Princetion

University Press. ISBN 9780691153629.

(ix) Jalal, Ayesha (2014). The struggle for Pakistan: a Muslim homeland and global politics. Cabridge, Massachusetts: The Belknap Press of Harvard University Press. ISBN 9780674052895.

(Ayesha%20jalal/Ayesha%20jalal%20-%20wikipedia,%20the%20free%20encyclopedia.html.) (05/02/2015)

عائشہ جلال کی زیر بحث کتاب:

" Self and Sovereignty: The Muslim Individual and the community of Islam in South Asia Since 1850.

Routledge سے2000ء میں شائع ہوئی اور سنگ میل پبلی کیشنز لاہور نے اس کتاب کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے پیش نظر اسے 2007ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب 630 صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے آغاز میں مقدمہ Preface کے علاوہ دس ابواب ہیں۔ انگریزی زبان میں لکھی گئی اس کتاب کے آغاز میں (List of Abbreviations) کچھ مخففات درج ہیں۔ جو متن کو سمجھنے کی سہولت کیلئے آغاز میں دیے گئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں قاری کی سہولت کے لیے انڈیکس (Index) اور ببلوگرافی Bibliography بھی دی گئی ہے کتاب کا ٹائٹل قطب مینار دہلی کی تاریخی تصویر ہے۔

زیر بحث کتاب کے بیرون ٹائٹل پر کتاب کا مختصر تعارف درج ہے اس میں لکھا ہے۔

> "Self and Sovereignty examines the shifts in Muslim thought and politics in response to colonial rule in India through to the period of decolonization and partition."(2)

کتاب کا آغاز 1857ء کی جنگ آزادی سے پہلے فرد اور قوم کے تعلق سے ہوتا ہے جب ابھی رسمی حکومت، خودمختار ہی تھی۔ یہاں متفرق لوگ تھے جو ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی۔ کتاب کا غالب حصہ 1857ء سے 1947ء میں مسلم شناخت بننے پر مسلم اکثریتی واقلیتی دونوں قسم کے صوبوں پر ہے مگر خصوصی توجہ پنجاب پر ہے جہاں شناخت کا بیشتر حصہ بنا اور 1920ء کے بعد یہاں کی سرگرمیاں طاقت کے ایوانوں پر حاوی رہیں۔

کتاب کے پہلے باب میں 1857ء سے قبل کے حالات کا ذکر ہے اگلا باب جائزہ لیتا ہے کہ کیسے ہندو اور مسلم دانشوروں نے پریس کے ذریعے قارئین کو متحرک کیا اور انگریزوں کے نزدیک اپنے اپنے مذہبی حلقوں کی آواز بن گئے اور تیزی سے بڑھتی پریس کی سرگرمیوں نے سماجی وسیاسی گفتگو کا آغاز کیا اور یوں مسلمان اشراف نے کیسے اسے اپنے سیاسی مقاصد کے لیے مذہبی گروہ بندی سمیت استعمال کیا۔ اس کا تمام ذکر دوسرے باب میں ہے کتاب کا تیسرا باب زبان کے کردار پر ہے۔ خصوصاً اُردو ہندی اور پنجابی کیسے انگریزوں کے زیر اثر رہی اور پھر اُردو ہندی فضاء میں پھنس گئی۔ زبان اور گروہ کے تعین اور انگریز سرکاری اور عدالتی سسٹم کا مسلمانوں کو ایک Defination پر

سمجھنے کی ضرورت اور کوشش کا ذکر باب چہارم میں ہے اس کے ساتھ ہی 1909ء کے بعد سے مسلمانوں کی سیاسی شناخت اور ابھرتی قومیت کے دعویداروں کا تذکرہ ہے۔ ایک غیر متعین قانونی اور سیاسی گروہ نے مسلمانوں کو ایک یکتا قومی تشخص قائم کرنے کے لیے خود کو انفرادی اور اجتماعی طور پر بدلنے کا راستہ دیا۔

خصوصاً پہلی جنگ عظیم کے ہندوستانی سیاست پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ باب پنجم میں مسلمانوں کے خلافت عثمانیہ کو بچانے کے لیے جدوجہد اور اس کے لیے کھڑے ہونے کا ذکر ہے۔

قوم پرستی اور عالمیت کے بیچ مسلمانان ہند کے انتخابات خصوصاً خلافت تحریک جیسے اہم موڑ پر محققین کے لیے ایشیائی اسلامی اور مقامی لوگوں کے یقین واعتبار کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔

گروہ۔ملت اور قوم کے جن خیالات میں جنوبی ایشیاء کی تاریخ نے خود کو لپیٹ لیا ہے ان کی گتھی سلجھانے کے لیے اس عمل کو اور شناخت ، قومیت، وطنیت اور خود اختیاری کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مذہبی بنیادوں پر قائم گروہوں (Communities) کے مکالمے کو دیکھیں تو1920ء کی دہائی کی سرگرمیاں ، خیالات وتصورات کی دنیا اور حقیقی سیاست کو باندھتے نظر آتی ہیں۔

یہ باب دکھاتا ہے کہ کیسے تین مختلف اقسام کی خودمختاری نے مسلمانوں میں اپنی قوم کو بہتر سمجھنے کی لگن پیدا کی۔خودمختاری کی تین اقسام میں آسمانی (یعنی خدا کی طرف سے) انفرادی اور دنیوی ہیں اس عرصے کے مکالمے جدید۔متحرک اور وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے ہیں جنہوں نے ہندوستانیوں کو عالم اسلام اور مقامی پہچان وبقاء کے نعرے پر تحریک کا روپ دیا۔ اسلام اور ہند کے اس ملاپ کی طاقتوں اور کمزوریوں کے ذریعہ ہی آگے کے مکالموں کو سمجھا جاسکتا ہے۔

اگلے دو باب مذہب اور صوبوں کے آپس میں ملنے کے بعد مسلم شناخت پر اثر کے حوالے سے ہیں باب ششم سیاست کی ان تلخیوں پر ہے خصوصاً پنجاب اور کشمیر میں جنہوں نے بعد ازاں پورے برصغیر کے ہندومسلم فساد کی بنیاد رکھی۔ طاقت کے ایوانوں کے باہر طے ہونیوالی ہندومسلم سیاسیات پر غور کئی ایسے فیشن دکھاتا ہے جو بڑی مدت ادبی وسماجی حلقوں میں عام رہے۔

باب ہفتم اس درمیانی راستے کے نہ ہونے پر تبصرہ کرتا ہے جو شاید کانگرس وطنیت اور مختلف مسلمان نظریوں کے بیچ سمجھوتہ کراسکتا تھا اور پھر کیسے مسلمانوں کی انفرادیت ان کی وطنیت میں حائل رہی۔

باب ہشتم بے حد اہم ہے اس میں مسلمانوں کے علیحدہ گروہ ہونے کی مانگ سے علیحدہ قوم ہونے کی مانگ کے سلسلے کو بیان کیا گیا ہے یہ نہ صرف ایک اقلیتی درجے کے خلاف بغاوت تھی بلکہ اس سیکولر وطن پرستی کا اختتام تھا جو سیکولر وطن پرستی کو صحیح اور باقی ہر چیز کو غلط قرار دیتی تھی خصوصاً مذہبی بنیاد پر سیاست کے مختلف نظریوں کو ایک ساتھ پڑھنا ثابت کرتا ہے کہ علیحدہ ملک کی مانگ کا ہونا تاریخی اعتبار سے ناقابل بدل نہیں تھا بلکہ یہ حالات کا روپ تھا جس نے اسے ممکن بنایا۔

اتحاد پنجاب ویکتائی ہند قائم نہ رکھ سکنے کی درد بھری کہانی اور غدر کے سانحوں کا ذکر باب نہم میں ہے اور اس

کتاب میں پہلی بار سامنے لائے گئے تاریخی ثبوت ثابت کرتے ہیں کہ فساد کی وجہ عام لوگ نہیں بلکہ غنڈوں کے خاص گروہ تھے۔ خواتین پر ڈھائے جانیوالے مظالم اور آزادی کی جنگ میں ان کی کہانی کو بھی نئے رخ سے بیان کیا گیا ہے۔

تاریخ کی کتب میں کئی ایسی باتوں (Options) کو اکثر نظرانداز کیا گیا ہے جو 1947ء کی شام تک ممکن تھیں مگر نہ ہو پائیں۔ پاکستان کا اخوان المسلمین کی بنیاد پر قیام کسی صورت اس کی نومولود سرحدوں کے ساتھ چلنے میں برابر نہ تھا۔

کتاب کا آخری باب اس تبدیلی کا ترجمان ہے جس نے ہندوستانی مسلمان کے خیال اور سیاسی شناخت کو تین ممالک ہند، پاکستان اور بنگلہ دیش میں تقسیم کردیا۔ اس باب میں دکھایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی شناخت کے قیام میں کس قدر قصور کانگرس کی تنگ نظری کا تھا اور اجتماعی قوم پرستی، اسلامی وسیکولر دونوں اقسام کی، کیسے ہر مقام پر ایک برابر نظام بنانے میں ناکام ہوئی اور اس کے برعکس ایک گروہ کے دوسرے پر غلبہ اور اس کے ردعمل پر ختم ہوئی یہ مسلمانوں کی شناخت خودمختاری اور وطنیت کی کہانی ہے۔

عائشہ جلال نے اپنی کتاب Self and Sovereignty میں کئی نہایت اہم اور نازک موضوعات پر بحث کی ہے۔

وہ لکھتی ہیں کہ اسلام اور قوم پرستی پر اپنے آخری خطبہ میں علامہ اقبال نے اس رائے کو پیش کیا ہے کہ وطن پرست اور احمدی برابر خطرہ ہیں یہاں وطن پرستی کے سیاسی مسئلہ اور ختم نبوتؐ کے دینی مسئلہ کے درمیان اقبال کو سمجھنے میں مشکل موافقت نظر آتی تھی جس کا صحیح معنی میں ادراک صرف انہی تاریخ دانوں کو ہوسکتا ہے۔ جو مسلمانان برصغیر کی رگ رگ سے واقف ہوں اور اعلیٰ بصیرت کے حاصل ہوں عائشہ جلال نے یہاں غالباً احمدیوں کے لیے کہیں علامہ اقبال کے دل میں نرم گوشے کی نشاندہی بھی کی ہے جو شاید عائشہ جلال کے ہاں تو موجود ہوسکتا ہے۔ اقبال کے ہاں موجود نہ تھا۔

پروفیسر خالد شبیر احمد اپنی کتاب اقبال اور قادیانیت میں اقبال کا قادیانیت کے خلاف مؤقف تحریر کرتے ہیں۔ ''بیشک ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا دین ہے۔ لیکن اس کا قیام بحثیت ایک سوسائٹی ایک امت سراسر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت پر موقوف ہے۔ اس لیے قادیانیوں نے سامنے بس دو ہی راستے ہیں یا تو وہ بہائیوں کی تقلید کریں اور خود کو مسلمانوں سے جدا کرلیں۔ یا ختم نبوت کی انوکھی تفسیر سے دستبردار ہوجائیں۔ (3)

عائشہ جلال نے اقبال کے 1910ء میں علی گڑھ میں خطبہ سے متاثر ہوکر اسلام اور وطنیت بالخصوص فرد، برادری، مسلک خطے اور طبقے کی تفریق کے مسلم شناخت پر اثر کی تحقیق کی ہے۔ دین کا زندگی میں مرکزی کردار اور اس کے باوجود ملت اسلامیہ کا کسی ایک دینی مرکز کی مکمل پیروی سے انکار (عیسائی بابائے روم اور بدھ دلائے لاما کے برعکس) فرد کی آزادی کی بات مگر ملت کی روایت و پہچان کی ضرورت پر زور اور ان سب حقیقتوں کے ہوتے

ہوئے مسلمانان برصغیر کی شناخت کے لیے جد وجہد کو عائشہ جلال نے اس کتاب کا موضوع بنایا ہے۔

عائشہ جلال لکھتی ہیں کہ فرد کا تاریخ مسلم میں کردار اکثر نظروں سے اس لیے اوجھل رہا کیونکہ ہمارے تاریخ دانوں نے کبھی مغرب کی طرح فرد اور قوم کے امتیاز کو قائم نہیں رکھا۔ ہمیشہ انفرادی اختیار اور ملی اقدار کے توازن کی تلاش علمی حلقوں میں جاری رہی ہے۔

دوسری طرف مسلمانوں کے ہاں بوجہ وحدانیت وجود اور توحید جو فرد اور خدا کے ذاتی تعلق کی قائل ہے۔کبھی کوئی مرکزی طاقت جو دینی امور کیلئے قبلہ نما ہو تسلیم نہیں کی گئی۔ اس کے باوجود اخوت امت اور جماعت کی اہمیت اولین ترجیح رہی ہے(جو کہ بظاہر تضاد ہے) مسلمانان برصغیر کی شناخت کی تشکیل میں اس فردیت، ملت اور مسلمانوں کی داخلی تفریق کا صحیح پس منظر میں جائزہ لینا ضروری ہے۔

بدقسمتی سے برصغیر کے تاریخ دانوں نے فرد کے کردار کو مٹایا ہے اسے گھٹایا ہے اور بٹوارے کی کہانی کو ثبوت بنا کر سرسری جائزے کے بعد یہاں کی تاریخ کو انتہائی Commercial رنگ دے دیا ہے۔ یہ طرز تاریخ دانی انگریز سامراجی تاریخ کا ثمر ہے جو مذہب کو وجہ تفریق تمدن جانتی ہے اور برصغیر کی سیاسیات اور شناخت وخودمختاری کو دھندلا دیتی ہے۔

اس کتاب میں عائشہ جلال نے ان تاریخی محرکات کا جائزہ لیا ہے جنھوں نے برطانوی راج میں فرد مسلم اور ملت مسلمہ کو نئی شناخت دی۔

زیر تذکرہ کتاب میں مسلم تصورات خودی اور خوداختیاری وخودمختاری پر اثر کا ذکر ہے جس کو ایک انداز سے برطانوی راج نے یکسر مختلف لوگوں کو مذہب کے نام پر سرکاری سطح پر پہچان دی یعنی ایک مسلم پنجابی کسان اور کچھ پنجابی ہندو سے جوڑنے کی بجائے ملی اعتبار سے دراڑوی مسلم کے قریب قرار دیا اور نتیجتاً ہندو مسلم اور سکھ وغیرہ میں یہاں کے لوگوں کو بانٹ دیا۔خودی اور خودمختاری پر مبنی یہ کتاب مسلمانان برصغیر کے اندر قوم اور ملت کے تصور کی پیدائش اور اس ارتقاء کے بارے میں ہے جس نے برطانوی مخالف آوازوں میں یہ اتفاق پیدا کیا کہ یورپی وطن پرستی درست نہیں Self and Sovereignty میں عائشہ جلال نے قومیت کے ابھرتے دعوؤں اور تحریک آزادی ہند سے اس کے رشتے کو بھانپنے کیلئے گروہ بندی اور قوم پرستی کے فرق پر بحث کی ہے۔ انگریزوں کے دور میں مسلمانوں کی سماجی زندگی سرکاری زندگی اور ذاتی ونجی زندگی میں جو فرق ہے اسے سمجھنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ عائشہ جلال نے اپنی اس کتاب میں مسلم اور ہندو قومیتوں کو مسلم لیگ اور قائداعظمؒ کے فرمودات، دوقومی نظریہ کے تصور سے ہٹ کر پیش کیا ہے وہ لکھتی ہیں کہ اگر مسلمانان ہند کی حقیقی وفاداریوں (علاقائی اور بین الاقوامی) کا سراغ لگانا مقصود ہے تو ضروری ہے کہ ان کی سماجی حیثیت مالی طاقت، مسلکی مسائل اور خطے کی پیچیدگیوں کو سمجھیں۔ یہ بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اس دور میں ہندوستان میں کئی مختلف پہچان کی باتیں مثلاً زبان اور مسلک ایک دوسرے پر حاوی ہونے کی کوشش میں تھے اور کئی ہندو اور مسلم تاریخ دانوں نے سمجھا نہیں ہے کہ ایک واضح ہندو مسلم تفریق کے برعکس وہاں ہندوستانی پہچان کی آوازوں میں شامل ایک آواز مسلم بھی تھی جو خود کو ہندی کہلانا چاہتی بھی

تھی مگر ساتھ ہی ساتھ الگ تشخص کو برقرار بھی رکھنا چاہتی تھی یہاں دیکھا جائے تو مسلمان علیحدگی پسند نہ تھے۔ بلکہ ہندوستانی قوم نے ہی ان کی انفرادیت کو رد کر کے انہیں خود سے علیحدہ کر دیا تھا۔

مقامی تاریخ نے اس بات کو تقریباً نظر انداز کیا ہے اور یہ نہیں سمجھا کہ مسلمانوں کا علیحدگی پسند رویہ دراصل بھارتی غالب تصور قومیت کی تنگ نظری کا ردعمل ہے بجائے اسکے کہ مسلمانوں کے خدشات کو دور کیا جاتا اس دور کی کانگرس نے ایک ایسا قومی تشخص پیش کیا جو اکثریت پسند تھا اس کا نتیجہ تھا کہ کئی مسلمانوں نے خود کو بھارتی قوم سے علیحدہ تصور کیا۔ جب روایتاً اس موضوع پر بات کرتے ہیں تو سب قصور مسلمانوں کی خود پسندی پر ڈال دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ مسلمان آزادانہ جمہوری بھارتی اقدار کو اپنا ہی نہ سکے اور یورپی طرز کے بٹواروں کے قائل ہو گئے اگر ان کی بات کو دیکھا جائے تو حیرانی ہوگی کیونکہ حقیقتاً مسلمانوں نے ہی سب سے قوم کی بنیاد پر خدا کی زمین کے بٹوارے کو رد کیا تھا۔ اگر آخر میں انہی مسلمانوں کو لڑ کر ایک ''وطن' بنانا پڑا تو یہ ایک بڑا ''Change'' ہے۔

Self and Sovereignty میں عائشہ جلال کا یہ موقف یک طرفہ ہے اس نے ہندو اور مسلم کے کئی سوسالہ اکٹھے رہنے کے باوجود علیحدگی پسند سوچ کو نظر انداز کر دیا ہے۔

پروفیسر عزیز احمد نے اپنی کتاب ''برصغیر میں اسلامی کلچر''میں ہندو ذہنیت کا پردہ چاک کیا ہے۔ ہندو مسلمانوں کو بدیشی سمجھتے تھے اور انہوں نے مسلم ثقافت کو اور مسلمانوں نے ہندوؤں کی ثقافت، مذہب اور سیاست کو قبول نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آخر کار ان دونوں دوقومیتوں کو تاریخ کے اس طویل سفر میں اکٹھے رہنے کے باوجود اکٹھا نہ رکھا جا سکا اور علیحدہ وطن کا تصور بیدار ہوا۔

پروفیسر عزیز احمد اپنی کتاب'' برصغیر میں اسلامی کلچر'' میں لکھتے ہیں۔ ''ہندوؤں کا خیال تھا کہ مسلمان بدیشی مخلوق ہیں بدیشی ذہن رکھتے ہیں، ان کی تہذیب وثقافت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں جوڑا جا سکتا۔''(4)

عائشہ جلال کے خیال میں دوقومی نظریہ جزوقتی سوچ تھی اس کے خیال میں قائداعظمؒ Cabinet Mission کے آخر میں قائل ہو گئے تھے اور اس کیبنٹ مشن کے پلان کے مطابق تقسیم نہیں بلکہ تمام قوتوں کی مشترکہ حکومت سازی کا منصوبہ تھا اور اس ضمن میں کانگرس کی غیر سنجیدگی اور عدم دلچسپی نے قائداعظمؒ کو علیحدہ وطن کے تصور پر مجبور کیا۔ اس طرح کے خیالات کا اظہار کر کے عائشہ جلال نے پاکستان کی تخلیق اور دوقومی نظریہ جیسے تاریخی واقعات کے اصل محرکات کو جھٹلانے اور پس پشت ڈالنے کی کوشش کی ہے اور بہت سے موجودہ تاریخ دانوں نے عائشہ جلال کے ان تصورات کو رد کیا ہے۔

احمد سعید خان اپنی کتاب Trek to Pakistan میں لکھتے ہیں:

> "Ayesha Jahal analyes that Jinnah did not have a real strong political organisation. There fore, he wanted to have a strong central government to discipline the Muslims majority provinces and his wayward followers.

Such assumptions and conclusions are totally baseless and designed to be little the quaid's image and statesmanship." (5)

عائشہ جلال اپنی اس کتاب Self and Sovereignty میں لکھتی ہیں کہ مسٹر جناح مسلمان اکثریت کے صوبوں پنجاب اور بنگال کی تقسیم نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ یہ تقسیم غیر فطری تھی اسی طرح تقسیم کے موقع پر بھی پاکستان کے حق میں بہت سی ناانصافیاں ہوئیں لیکن ان حالات میں مسٹر جناح کو سمجھوتہ کرنا پڑا اور جو حصے پاکستان میں شامل ہوئے انہیں قبول کرنا پڑا۔

ان کے خیال میں اگر قائداعظمؒ یہ سب قبول نہ کرتے تو شاید علیحدہ وطن کے منصوبے سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنگ عظیم کے بعد انگریز برصغیر کو چھوڑ کر اب افریقہ کی طرف مائل تھے۔ یہاں سے تو جو کچھ قیمتی تھا سب کچھ لوٹنے کے بعد اب ان کی نظریں افریقہ کے معدنی ذخائر اور سونے کی کانوں پر تھی اور بیک وقت ان دونوں نو آبادیات کو کنٹرول میں رکھنا اب ان کے بس کی بات نہ تھی اور انہیں ہر صورت میں یہاں کے باشندوں کو آزاد کر کے نئی Colony آبادیات میں اپنے قبضے کو مضبوط کرنا تھا اور قائداعظمؒ کا مضبوط ارادہ اور منصوبہ بندی پاکستان کے قیام کو ناگزیر بنا چکی تھی۔

مشتاق احمد اپنی کتاب Jinah After A Profile of Leadership میں قائداعظمؒ کے متعلق لکھتے ہیں۔

"Pakistan was not a colonical or utopian scheme. For him it was a historical necessity inherent in the inner contradictions of a heterogenous society, which no amount of logical subtlety of the Hindumind could make homogeneous. Nothing would have given him greater satisfaction than the emancipation of one hundred million Muslims from colonial thraldom and the impendingtyrannyofanintolerantmajority." (6)

عائشہ جلال اپنی کتاب Self and Sovereignty میں لکھتی ہیں کہ قائداعظمؒ بنیادی طور پر لبرل ،جمہوری اور مستحکم پاکستان دیکھنا چاہتے تھے ان کے خیال میں قائداعظمؒ پاکستان کو ایک سیکولر سٹیٹ دیکھنے کے خواہش مند تھے جبکہ بہت سے تاریخ دانوں نے عائشہ جلال کے خیال کی تردید کی ہے۔انہوں نے قیام پاکستان کے محرکات میں قائداعظمؒ کی سوچ کہ پاکستان کو حاصل کر کے مسلمان اپنے مذہب عقائد رسوم ورواج اور ثقافت کا احیاء کر سکیں گے۔

عائشہ جلال مزید لکھتی ہیں کہ سیکولرزم کے مفہوم کو صحیح طور پر نہیں سمجھا گیا۔ اسلام جس طرح صبر و برداشت ،رواداری اور وسیع المشربی کا پیامبر ہے اس کے پیش نظر اسلام اور سیکولرزم کے خیالات آپس میں متصادم نہیں ہیں۔

حالانکہ ان کی یہ سوچ سطحی ہے بغور مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اسلام میں صبر و برداشت اور وسیع المشر بی کے جو پیمانے رائج ہیں وہ شاید سیکولرزم کے دائرے میں نہیں آتے اس لیے انہیں مماثل قرار دینا بھی کچھ زیادہ درست نہیں ہے۔ جو شاید عائشہ جلال کی اپنی سوچ اور ذہنی رجحان کا پرتو ہے۔

عائشہ جلال اپنی کتاب Self and Sovereignty میں لکھتی ہیں کہ انڈیا ایک ایسی ریاست ہے جس میں اکثریتی آبادی ہندوؤں کی ہے لیکن وہ خود کو ہندو ریاست کی بجائے ایک سیکولر ریاست گردانتا ہے۔ یہاں عائشہ جلال نے ہندو ذہنیت کی بنیاد پرستی، تشدد اور متعصّبانہ کاروائیوں کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے انڈیا کا نام نہاد سیکولرزم اس میں موجود مختلف صوبوں اور قومیتوں کی طرف سے اٹھنے والی آزادی کی تحریکوں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عائشہ جلال کا موقف یکطرفہ اور محدود ہوگیا ہے اسے وسیع تر تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ مذہب کے حوالے سے انتہا پسندی رسوم ورواج گائے کے ذبح کرنے پر پابندی مسلمانوں کی عبادت گاہوں کے باہر باجے بجانا، اقلیتوں کے بنیادی حقوق کی پامالی، اچھوت اور ذات پات کے معاملات کو دیکھتے ہیں تو انڈیا کے سیکولرزم کا بت پاش پاش ہوجاتا ہے۔

ہر تاریخ نگار تاریخ کو اپنی نگاہ سے دیکھنے کا عادی ہوتا ہے اور عائشہ جلال نے بھی ایسی ہی بات کی ہے۔ Self and Sovereignty میں عائشہ جلال نے چند اختلافی مسائل کو بھی موضوع بنایا ہے جن پر ہمیں تحفظات ہوسکتے ہیں لیکن اس سے قطع نظر یہ کتاب ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کے کردار کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے اور ان عوامل پر بھی روشنی ڈالتی ہے جو برصغیر کی تقسیم کا باعث بنے۔ اس کتاب میں ایک صدی کے دوران برصغیر میں سیاسی، سماجی مذہبی، معاشی اور ادبی سطح پر جو تبدیلیاں واقع ہوئیں ان کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے۔

عائشہ جلال نے اس کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب دو دہائیوں کی تحقیق کا ثمر ہے۔ مجموعی طور پر یہ کتاب برصغیر کی تاریخ وتہذیب اور نوآبادیاتی نظام کے زیر اثر مسلمانوں میں اپنے تشخص کی تلاش کے سفر کا ایک مطالعہ ہے۔ انٹرنیٹ پر عائشہ جلال کی مذکورہ کتاب Sefl and Soverignty: Individual and Community in South Asian Islam since 1850. کے ایک تحقیقی وتنقیدی Book Review میں لکھا ہے:

> Self and Sovereignt charts a new path in South Asian historiography while contributing to the wider literature on identity formation, constested sovereignties, competing nationalisms and the normative issue of balancing communitarian and individual citizenship rights. Using a wide array of rare primary sources, the book offers a dazzling reinterpretation of religion, language, culture and politics in colonial South Asia. An

important historical study of the Muslims of the Muslim individual and the community of Islam the world over.(7)

عائشہ جلال نے بطور تاریخ نگارSelf and Sovereignty لکھ کر جہاں برصغیر کی تقسیم، سیاسی سماجی اور معاشرتی حالات کا ذکر کرکے ایک نیا اندازفکر دیا ہے وہاں چند گوشے ایسے بھی ہیں جہاں تک ان کی نظر نہ پہنچ سکی اور تاریخ کے تجزیہ نگاروں نے اسے باریک بینی سے دیکھا ہے۔

Jose Abruham کینیڈا کی Mc Gill یونیورسٹی کا ایک طالب علم اپنے ایک مضمون

Muslim Identities: Shifting boundaries and dialogues.

میں لکھتا ہے:۔

" Jalal's work is extremely important but she has confined herself to urdu speaking Muslims of North India in the further process, which is urgently needed, voices of non-urdu speaking Muslims need to be heard."(8)

ماحصل:

عائشہ جلال کی کتابSelf and Sovereigntyان تمام باتوں سے قطع نظر کہ اس میں کون سے پہلو اور معاملات پر بحث ابھی تشنہ ہے یہ حقیقت ہے کہ یہ کتاب برصغیر کی تاریخ کا ایک نیا اندازفکر متعارف کروانے میں کامیاب رہی ہے کتاب کی زبان وبیان اور جملوں کی ترتیب وتنظیم ایک ماہر زبان دان کی مہارت فن کی گواہی پیش کرتی ہے۔ یقیناً یہ کتاب تاریخ دانوں کے لیے اور نئے لکھنے والوں کے لیے ایک تحریک رہے گی۔

حوالہ جات:

۱۔

"Ayesha%20jalal/Ayesha%20jalal%20-%20wikipedia,%20the%20free%20encyclopedia.html. (05/02/2015)

۲۔Self and Sovereignty by Ayesha Jalal Sang-e-Meel Publications Lahore Page back Title. Edition 2007.

۳۔ خالد شبیر احمد پروفیسر''اقبال اور قادیانیت'' ناشر احرار فاؤنڈیشن پاکستان، الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔۲۰۰۳ء ص ۳۱۔

۴۔''برصغیر میں مسلم ثقافت'' ترجمہ: جمیل جالبی''A.K. Aziz'' ناشر مقتدرہ قومی زبان ،اسلام آباد سال ۲۰۰۸ء ص نمبر ۳۴۸۔

۵۔"Trek to Pakistan" by Ahmad Saeed Kan Publisher Izhar Sons Printers

9-Rattigan Road, Lahore. Eidition 2009 P.No.261

۶۔"Jinah After a profile of leadership"

by Mushtaq Ahmad Royal Book Company Sadar Karachi Edition 1994, P.No. 2

۷۔"www.routledge.com, www.sang-e-meel.com, www.amazon.com"
05/02/2015

۸۔AMSS 35th Annual conference sponsored by Harford ct october 27-29 2006 A discussion by Jose Abraham Ph.D condidate of Mc Gill University Canada.

"Muslims Identities: shifting boundaries and dialogues."

http//:www.sscnetvcla.edu/history/lod subaliss htm 05/02/2015